حضرت مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم کے نام خط

منجانب محمد زید مظاہری ندوی استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، ۱۵/ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

برادر مکرم صدیقِ محترم جناب حضرت مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته، وفقنا الله ایانا وایاکم لما یحب ویرضیٰ

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ عافیت سے رکھے اور تمام مکارہ اور شرور وفتن سے حفاظت فرمائے۔کئی مرتبہ مرکز نظام الدین آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضری ہوئی لیکن آنجناب سفر میں تشریف لے گئے تھے اس لئے ملاقات نہ ہوسکی۔رمضان المبارک سے چندروز قبل بھی حاضری ہوئی تھی۔اس وقت آپ کاندھلہ تشریف لے گئے تھے۔عزیزم مفتی شہزاد سلمہ ندوی جو آپ کے بھی بہت قریبی ہیں ان کو مختصر ہدیہ دے کر عرض کیا تھا کہ مولانا کو پیش کردینا اور سلام کہہ دینا۔

الحمدللہ مختلف وجوہ سے آپ سے قلبی محبت وتعلق ہے ایک تو اس وجہ سے کہ آپ کو ندوہ واہل ندوہ سے خصوصی تعلق ومحبت ہے۔آپ نے یہاں بیان میں ارشاد فرمایا تھا کہ ’’دعوت کا کام شروع تو بنگلہ والی مسجد سے ہوا لیکن دعوت کی علمی اساس یہیں ندوۃ میں پڑی۔یہاں کے طلبہ کی ذمہ داری دیگر اداروں کے طلبہ سے زیادہ ہے، اور میں تو بنگلہ والی مسجد اور دارالعلوم کو ایک ہی سمجھتا ہوں، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔دارالعلوم تو بنگلہ والی مسجد کا آنگن اور صحن ہے۔‘‘ (تعمیر حیات شمارہ نمبر ۶/۲۵/جنوری ۲۰۱۵ء)

اور الحمدللہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں حدیث وفقہ کا استاد ہوں۔تدریب افتاء کی بھی کچھ ذمہ داری ہے۔اس مناسبت سے آپ سے خصوصی تعلق ومحبت ہے۔

دوسرے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب دامت برکاتہم (ناظم ندوۃ العلماء) سے آپ کا خصوصی ربط ہے اور حضرت مولانا بھی آپ سے بڑی محبت وشفقت فرماتے ہیں اور حضرت مولانا احقر کے بھی محسن ومربی اور مشفق استاد ہیں۔

تیسرے جناب والا کو جو خاندانی اور نسبی نسبت حاصل ہے وہ احقر کے لئے بڑی قابل احترام ہے، الحمدللہ بزرگوں کی نسبت کا لحاظ احقر نے ہمیشہ سے کیا ہے اور ہمیشہ ان کی ذریت کا احترام کیا ہے، میرے شیخ حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندویؒ کی یہ خصوصی ہدایت تھی۔ان وجوہ کی بنا پر الحمدللہ آپ سے قلبی تعلق اور دل میں محبت وعظمت ہے۔اسی حق محبت واخوت کی وجہ سے نیز دینی وشرعی ضرورت کی وجہ سے اپنے اوپر حق سمجھتا ہوں کہ مخلصانہ کچھ آپ کی خدمت میں عرض کروں۔

جیسا کہ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے بھائی کی اخوت اور دوستی میں سچا ہے اس کے لیے تین باتیں لازم ہیں۔(۱) اس کی معذرت کو قبول کرے (۲) اگر وہ کسی عیب اور خطا میں مبتلا ہے اس کی اصلاح کرے (۳) اور اس کی لغزشوں کو درگذر کرے۔’’قال الامام الشافعی من صدق فی اخوۃ اخیه قبل عِلَلَهٗ، وسد خللهٗ، وغفر زلَلَهٗ۔‘‘

(مقدمہ شرح مہذب للنوی ج۱ص۱۳)

اس مختصر سی تمہید کے بعد چند ضروری باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ خدانخواستہ اگر کوئی بات غلط اور واقع کے خلاف ہوتو آپ مجھے متنبہ فرمائیں اور معاف فرمائیں۔

شرعی نقطہ نظر سے ان باتوں کی طرف توجہ دلانا اور عرض کرنا ضروری اور فرض سمجھتا ہوں۔ اسی نوع کا ایک خط تین سال قبل بھی احقر نے عرض کیا تھا اور خود مرکز نظام الدین میں حاضر ہوکر آنجناب کی خدمت میں پیش کیا تھا اس کے بعد دوسرا طویل خط بھی لکھا لیکن مختلف وجوہات کی وجہ سے صاف کرکے بھیج نہ سکا۔ اب یہ تیسرا خط ایسے حالات اور ایسے وقت میں تحریر کررہا ہوں جبکہ مرکز نظام الدین اور اس سے منسلک افراد کے مابین سخت کشیدگی اور شدید اختلافات ہوچکے ہیں۔ بعض پرانوں نے مرکز نظام الدین سے علیحدگی اختیار کرلی ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

رمضان المبارک میں احقر نے ایک خواب دیکھا تھا کہ مرکز نظام الدین گویا بالکل ویران اور خالی ہوچکا ہے اور مرکز کے درمیان آپ بیٹھے ہوئے ہیں، کچھ آزاد، اوباش، نامعقول قسم کے لوگ آپ کو گھیرے ہوئے ہیں اور آپ ان کے درمیان کچھ فرمارہے ہیں جس کو وہ بے توجہی سے سن رہے ہیں۔ تھوڑے فاصلہ پر ایک عورت بدصورت سی، جس کے جسم پر پورا کپڑا نہیں تھا وہ اس مجمع کی طرف بڑھتی ہوئی آرہی ہے اور مرکز نظام الدین میں سناٹا سا ہے، ویرانیت ہے، کوئی رونق اور نورانیت نہیں، مرکز اہل اللہ سے خالی ہے۔ یہ خواب احقر نے دیکھا اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب مدظلہٗ سے بیان بھی کیا۔ اس کے قریب اور اس کے بعد ہی مرکز میں سخت کشیدگی، زدوکوب کے حالات سننے میں آئے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ اس کے بعد ہی اکابر کی مرکز نظام الدین سے علیحدگی کی خبریں بھی سننے میں آئیں، ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر، دینی تقاضے اور دعوت وتبلیغ کے کام کی حفاظت اور الدین النصیحۃ کے تحت خیر کی توقع کے ساتھ چند باتیں تحریر کررہا ہوں اور گذارش کررہا ہوں کہ خدارا ان باتوں کی طرف توجہ اور غور فرمائیں اور قابل اصلاح باتوں کی اصلاح اور تدارک کی کوشش فرمائیں، خدانخواستہ یہ باتیں کسی سازش کے تحت کسی فرد یا جماعت کے کہنے سے کسی کی حمایت میں نہیں لکھ رہا ہوں۔ الحمد للہ آپ کے مخالفین وحاسدین میں سے کسی گروہ اور فریق میں شامل نہیں جو ایسا سمجھتا ہے غلط سمجھتا ہے۔ مرکز نظام الدین میں حالات تو اب اس طرح کے سامنے آئے ہیں۔ جناب والا کی خدمت میں اس طرح کی تحریرات پیش کرنے کا سلسلہ تین سال قبل ہتھورا کے اجتماع ۱۴۳۳ھ کے بعد سے جاری ہے۔ الحمد للہ میں کسی فریق میں شامل نہیں، بس دینی ضرورت اور فریضہ سمجھ کر مخلصانہ جذبہ سے اس نوع کی تحریر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

سابقہ عریضہ میں احقر نے عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ کے خصوصی وعمومی بیانات جو بڑے بڑے اجتماعات اور خواص کے مجمع میں ہوا کرتے ہیں ان کے متعلق بہت سے اہل علم کا احساس یہ ہے کہ ان میں ایک دونہیں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو آپ پوری قوت وصراحت کے ساتھ بار بار بیان فرماتے ہیں جو مسلک جمہور اور فقہا ومحدثین کی تصریحات کے بالکل خلاف ہیں،

بہت سی باتیں ایسی ہیں جو مسلک حنفی کے خلاف ہیں اور آپ ان کو عمومی انداز میں بیان فرماتے ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن سے انبیاء وصحابہ اور خلفاء راشدین کی تنقیص وتوہین لازم آتی ہے، بہت سے ارشادات آپ کے ایسے ہوتے ہیں جو علماء ومشائخ اور خانقاہ سے دوری بلکہ بدگمانی پیدا کرنے والے ہوتے ہیں، جن سے امت میں بجائے جوڑ کے توڑ پیدا ہو رہا ہے، بہت سے احکام ومسائل بغیر تحقیق کے قسم کھا کر آپ بیان فرماتے ہیں جن میں عرب وعجم کے علماء اور مفتیان کرام کا فتویٰ بالکل مختلف ہے۔ آپ سب دارالافتاء کے خلاف بولتے ہیں، بعض جدید آلات کے استعمال کے متعلق آپ سخت عذاب اور وعید اور گناہ کی خبر دیتے ہیں۔ ایسی باتوں سے امت میں سخت انتشار پیدا ہو رہا ہے۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش کے بہت سے اہل علم واہل مدارس اور پرانے تبلیغ سے لگے ہوئے حضرات کو اس کا شدت سے احساس ہے اور وہ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے سخت ضیق میں مبتلا ہیں۔

اس قسم کی باتیں آنجناب کے تعلق سے کافی عرصہ سے سنتا چلا آ رہا تھا لیکن یقین نہ آتا تھا۔ اس کے بعد ہتھورا باندہ کے تبلیغی اجتماع میں نیز لہرپور سیتاپور کے اجتماع میں احقر نے آپ کے بیانات سنے، نیز موبائل وغیرہ میں بھی آپ کے بیانات اہتمام سے سنے اور آپ کے بیانات پر مشتمل کلمہ کی دعوت حصہ اول ودوم اور چھ نمبر کی محنت وغیرہ کتابوں کا بغور مطالعہ کیا تو یقینی طور پر احساس ہوا کہ واقعی آنجناب کی ایک دو نہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو جادۂ حق اور صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی اور مسلک جمہور اور فقہا ومحدثین کی تصریحات کے بھی خلاف ہیں۔ صرف احقر ہی نہیں بہت سے اہل علم کے درمیان اس سلسلہ میں مذاکرہ ہوا اور ان سب ہی نے اس کا اظہار کیا، پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے دارالافتاء میں ارباب افتاء کی مجلس میں ان باتوں پر مذاکرہ ہوا ان سب نے بھی آپ کی ان سب باتوں کو (جنکا ذکر آگے آ رہا ہے) غلط اور قابل اصلاح قرار دیا اور سخت تشویش کا بھی اظہار کیا اور یہ بھی کہا کہ امت کو غلط رخ پر لے جا رہے ہیں۔

احقر کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے کہ اس قسم کی باتوں میں کبھی اپنی عقل وفہم پر پورا اعتماد نہ کر کے اپنی حد تک کوشش کے بعد ہمیشہ اپنے بڑوں سے استفسار واستصواب کیا ہے اور اکابر نے جو کچھ فرمایا اس کو قبول کیا ہے۔

اس موقع پر بھی احقر نے اساطین امت، اکابر علماء کی خدمت میں ان خیالات کا اظہار کیا اور آپ کی ارشاد فرمودہ باتیں جو لوگوں کے لیے باعث تشویش اور موضوع بحث بنی ہوئی تھیں ان سب کو جمع کر کے دو مرتبہ اکابر امت (حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب مظاہری ناظم مظاہر علوم سہارنپور، حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند) کی خدمت میں پیش کیا ان اساطین امت اور ارباب حل وعقد نے احقر کے استفسار ومعروضات کے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

(۱) حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب ناظم ندوۃ العلماء

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب ناظم ندوۃ العلماء کی خدمت میں احقر نے دومرتبہ تقریباً بیس صفحات پر مشتمل مکتوب عرض کیا جس میں آپ کی اس قسم کی باتیں احقر نے جمع کی تھیں جن کے متعلق اہل علم کا خیال یہ ہے کہ یہ باتیں صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی ہیں اور فقہاو محدثین کی تصریحات کے بھی خلاف ہیں جن سے امت کو غلط پیغام پہنچ رہا ہے۔ حضرت مولانا نے بغور ملاحظہ فرمایا۔ اس کے بعد پورے سکون واطمینان سے احقر سے فرمایا :

''واقعی ان کی بعض باتیں جمہور سے ہٹی ہوئی ہیں۔ ان کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے، آپ جو کچھ کررہے ہیں بالکل صحیح کر رہے ہیں، جو آپ کی فکر ہے وہی میری بھی فکر ہے۔ میں بالکل آپ کی رائے سے متفق ہوں۔ یہ کام بہت ضروری ہے۔'' (پھر حضرت نے اس کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا کہ کس طرح ان کو توجہ دلائی جائے) حضرت نے فرمایا کہ اس انداز سے ان کو لکھا جائے کہ ان مسائل میں آپ کی اگر یہ تحقیق ہے تو اپنی تحقیق اپنی ذات کی حد تک محدود رکھئے، اس کو بیان نہ کیجئے۔ اس سے انتشار ہوگا اور لوگوں کو بدنام کرنے کا موقع ملے گا، اور آپ سے بھی لوگ بدگمان ہوں گے۔ اس لیے ایسی باتوں کو آپ بیان نہ کیا کریں۔ انتہیٰ بلفظہ۔

احقر کے طویل عریضہ کے جواب میں حضرت نے جو جواب تحریر فرمایا وہ درج ذیل ہے :

عزیز مکرم، مولانا زید صاحب زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے، آپ کا خط چند امور مہمہ پر مشتمل مجھے مل گیا تھا۔ ملاقات پر میں نے اس کا ذکر کیا تھا، تحریری جواب اس وقت لکھ رہا ہوں۔ آپ نے اپنے اس خط میں لکھا ہے کہ لہرپور کے تبلیغی اجتماع میں مولانا سعد صاحب کی تقریر میں اجماع امت سے ہٹی ہوئی بعض باتیں پھر سنی گئیں۔ اس طرح کی بعض غیر ثقہ باتیں اور بھی کئی حضرات نے بتائیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مناسب اور مخلصانہ اسلوب میں ان کو توجہ دلانا زیادہ مناسب ہوگا............

آپ نے تبلیغی جماعت کے سلسلہ میں یہ اچھی بات لکھی ہے کہ ایسی تنقید آپ بھی پسند نہیں کرتے کہ اس سے جو خیر کا کام انجام پارہا ہے، وہ متاثر ہوجائے، میں بھی یہی چاہتا ہوں، اور یہ مشورہ اسی نہج کا ہے، گویا کہ آپ کی پوری تائید ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو اور سب کو اپنے اعمال واقوال میں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آپ نے اپنی صحت کی بات بھی لکھی ہے، اس کے لیے بھی میں دعا گو ہوں، آپ بھی مجھے اپنی دعاؤں میں شامل کریں۔

والسلام

مخلص محمد رابع حسنی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

(۲) حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب مظاہری (ناظم اعلیٰ مظاہر علوم، سہارنپور)

مظاہر علوم سہارنپور حاضری ہوتی رہتی ہے اور جب حاضری ہوتی ہے تو حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب دامت برکاتہم (ناظم مظاہر علوم سہارنپور) کی خدمت میں بھی حاضری ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ حاضری کے موقع پر احقر نے حضرت ناظم صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میں بہت سی باتیں مولانا سعد صاحب کے تعلق سے سنا کرتا تھا لیکن یقین نہ آتا تھا، باندہ ہتھورا میں تبلیغی اجتماع کے موقع پر احقر نے خود اسٹیج پر بیٹھ کر مولانا سعد صاحب کا بیان سنا اور انہوں نے یہ یہ باتیں بیان فرمائیں۔ حضرت ناظم صاحب نے بغور سننے کے بعد فرمایا، وہ آپ کی عمر کے ہیں، ہم عصر اور ہم عمر ہیں، آپ کو کہنے اور لکھنے کا حق ہے۔ آپ ان کو لکھئے، ان شاء اللہ آپ کی بات سنی جائے گی۔ ایک مرتبہ مرکز نظام الدین میں تمہارا تذکرہ آیا تھا، لوگوں کی نگاہوں میں آپ کی وقعت وعظمت ہے، آپ کی بات کو اہمیت دی جائے گی۔ آپ ان کو لکھئے۔

چنانچہ اس کے بعد دوسرے سفر کے موقع پر احقر ایک مفصل تحریر تیار کر کے لے گیا جس میں آپ کو مخاطب بنا کر اس نوع کی کچھ باتیں لکھی تھیں اور حضرت ناظم صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت ناظم صاحب اس کو اپنے گھر لے گیے۔ مطالعہ فرمایا اور لفافے کی پشت پر یہ لکھ کر واپس فرمایا :

’’پورا پڑھ لیا، جزاک اللہ، سب صحیح ہے۔ ان کو بھیج دیجئے، ان شاء اللہ نفع ہوگا۔ وفقنا اللہ ایانا وایاھم لما یحب ویرضیٰ‘‘ یہ وہی خط ہے جس کو احقر خود لے کر حاضر ہوا تھا اور آنجناب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

(۳) حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں بھی احقر نے پہلا مکتوب بغرض استصواب بھیجا اور دوسرا بھی۔ حضرت مفتی صاحب نے بہت فکرمندی اور سنجیدگی کے ساتھ اس کا بغور مطالعہ فرمایا اور سو فیصد اس کی تائید فرمائی اور تاکید کے ساتھ اس کے بھیجنے کے لئے ارشاد فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ ان کو توجہ دلائی جائے، آئندہ ایسی باتوں سے بالکل باز رہیں، اور اعلان بھی کردیں، ورنہ دین کی حفاظت اور امت کی حفاظت کے لیے ان سب باتوں کو شائع کردیا جائے تاکہ لوگ گمراہی سے بچ سکیں اور غلط فہمی کے شکار نہ ہوں۔

(۴) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دیولا، گجراتی دامت برکاتہم

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دیولا کی خدمت میں بھی احقر نے اپنی تحریرات بھیجیں اور زبانی بھی تبادلہ خیال ہوا۔ حضرت بہت زیادہ افسردہ، رنجیدہ، کبیدہ خاطر تھے اور ان باتوں کا ان کو بھی پورے طور پر احساس اور قلق تھا۔ جلد ہی ایک تحریر جو ان کی طرف سے شائع ہوئی ہے اس میں صراحۃً واشارۃً انہوں نے اپنے مافی الضمیر کو ادا فرمادیا اور سب کچھ کہہ دیا۔ وھو ھٰذا۔

مولانا تحریر فرماتے ہیں :

’’دین وشریعت کی تشریح اور توضیح سے متعلق یہ جماعت (یعنی تبلیغی جماعت) جمہور اہل سنت والجماعت کے مسلک کی پابند ہے۔ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر میں جمہور مفسرین، حدیث کی تشریح میں جمہور محدثین اور سیرت رسول اللہ ﷺ اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے استنباط اور استخراج میں جمہور فقہا کی رائے کے تابع ہے، جیسے پرانے تین ادوار میں ہمارے اکابر اس کے پابند تھے، اس لیے کہ اس کے بغیر دین میں تحریف کا دروازہ کھل جائے گا اس کام میں بیانات سے متعلق شروع ہی سے محتاط طریقہ اپنایا گیا ہے، غیر مستند باتوں، اجتہادات اور غلط استدلات سے حد درجہ بچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی آیت اور حدیث کی تشریح میں وقت کے مستند علماء سے استفادہ کا پابند بنایا گیا ہے، تردید، تنقیص، تقابل، عقائد ومسائل اور حالات حاضرہ کے تذکروں سے ہمارے پرانے حضرات بچتے رہے ہیں اور کسی بھی دینی جماعت یا فرد پر تنقید وتبصرہ سے بچنا اس کام کا اہم اصول ہے۔

لیکن موجودہ وقت میں بہت سے کام کرنے والے اہم ذمہ داران بیانات میں پرانے دائرے سے باہر نکل رہے ہیں۔ خصوصاً سیرت صحابہؓ سے غلط استدلال، دینی جماعتوں کی تنقید وتنقیص کثرت سے سننے میں آ رہی ہے۔‘‘

(مکتوب حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولا)

واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا نے جو کچھ فرمایا وہ صرف ان کے دل کی آواز نہیں، سیکڑوں نہیں، ہزاروں کبار علماء ومشائخ کی آواز اور ان کی ترجمانی ہے اور آپ خوب سمجھتے ہوں گے کہ ان کی اس تحریر کے اصل محرک آنجناب ہی کے بیانات واستدلالات ہیں اور اس تحریر کا مصداق بھی آپ ہی ہیں۔ بلاشبہ آپ کی بہت سی باتیں جمہور مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں آئندہ سطور میں اس کی کچھ مثالیں آپ کے سامنے عرض کروں گا۔ نیز احقر نے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، اور حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں جو مکتوب پیش کیا تھا اس میں بھی اس قسم کی باتیں جمع کی ہیں۔ وہ بھی خدمت میں پیش کروں گا، آپ ملاحظہ فرمالیں۔

اس وقت ملک کے اہم بڑے ادارے دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ جو مسلک جمہور، اہل سنت والجماعت کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں ان کے سربراہ اور نظماء ومہتممین حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنو، اور حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا محمد سلمان صاحب ناظم مظاہر علوم سہارنپور نیز حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دیولا ونحوہم یہ سب کے سب اساطین امت ارباب حل وعقد اور مسلک اہل حق وجمہور اہل سنت کے ترجمان سمجھتے جاتے ہیں۔ وہ سب آپ کے اس نوع کے بیانات اور تفردات جو مسلک جمہور اہل سنت والجماعت اور فقہاء ومحدثین کی تصریحات کے خلاف ہیں۔ یہ سب ان سب سے بیزار اور آپ کے لیے اصلاح ورجوع کو ضروری اور واجب سمجھتے ہیں۔

آپ کے نہایت قریبی عزیز اور محبّ مخلص حضرت مولانا نور الحسن راشد صاحب کاندھلوی نے آٹھ صفحات پر مشتمل ایک مضمون عمومی پیمانہ پر شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے''خاندانِ کاندھلہ کے بڑوں، اور ملک کے اکابر علماء کرام کی تبلیغ کے رہنماؤں اور ساتھیوں سے ایک ضروری اپیل اور گذارش'' اس کے آخری صفحہ میں مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

''مولوی سعد کے لیے لازم ہے کہ جن کلمات یا تعبیرات پر اعتراضات ہیں یا جو چند باتیں زورِ بیان یا ناواقفیت کی وجہ سے ان کی زبان سے غلط نکل گئی ہوں، ان سے رجوع کا صاف اعلان کر دیں، کیونکہ ان کی بات بہت دور تک جاتی ہے اور عوام اس کو دلیل و حجت بنا لیتے ہیں۔ اس لیے ان سب کی اصلاح بلکہ ان سے رجوع بہت ضروری ہے، اس طرح رجوع کر کے وہ اپنی ذمہ داری اور بڑے پن کا ثبوت دیں گے۔ ان کی ایک مفصل فہرست بنا کر مولوی سعد صاحب کے حوالہ کی جا رہی ہے، امید یہ ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں پیش قدمی کریں گے۔'' (مضمون مولانا نور الحسن راشد صاحب، ص ۸)

مولانا نور الحسن راشد صاحب نے واقعی بڑی خیر خواہی اور دیانت داری کی بات فرمائی ہے۔ احقر کی ناقص رائے کے مطابق آپ کو مولانا کی ہدایت اور مشورہ کے مطابق ضرور عمل کرنا چاہئے۔ اسی غرض و مصلحت سے دینی فریضہ سمجھ کر احقر بھی آنجناب کی بہت سی باتیں جو معتبر ذرائع سے احقر کے علم میں آسکی ہیں اور وہ باتیں واقعی قابل اعتراض ہیں اور ان سے امت کو غلط پیغام پہنچ رہا ہے اور ان باتوں کی وجہ سے دین کی غلط ترجمانی اور امت کی غلط رہنمائی ہو رہی ہے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اس قسم کی ساری باتوں میں آپ خوب غور فرمائیں۔ کبار اہل علم اور بڑے دار الافتاء جن پر آپ کو اعتماد ہو ان سے آپ استفسار و استصواب فرمالیں اور وہ باتیں واقعی قابل اصلاح ہوں تو ان کی اصلاح فرمائیں۔ آئندہ ایسی باتوں کے بیان سے احتیاط فرمائیں اور اب تک جو بیان کر چکے ہیں اور امت کو غلط پیغام پہنچ چکا ہے تدارک کے طور پر واضح الفاظ میں اس سے رجوع کا اعلان فرمادیں یہی دین و شریعت کا مقتضیٰ ہے جو ہر ذمہ دار پر واجب ہے۔

یہاں پر مسئلہ امارت و سیادت کا نہیں بلکہ امت کی دینی مصلحت اور اتباع شریعت کا ہے۔ امیر ہو یا مامور، حاکم ہو یا محکوم دینی مصلحت اور شریعت کے آگے ہر ایک کو سر جھکانا اور اتباع کرنا لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کرامؓ کے اسوہ میں اس کی واضح مثالیں ملتی ہیں۔ بطور نمونہ کے صرف چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو امیر الامراء اور سید الامراء تھے لیکن کتنے موقعوں میں آپ نے کوئی حکم، کوئی تجویز اور فیصلہ صادر فرمایا، بعد میں بعض صحابہؓ نے اپنی رائے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات کو قبول فرما کر اپنی سابقہ رائے اور تجویز سے رجوع کرتے ہوئے فیصلہ بدل دیا۔ مثلاً حدیث نعلین کا قصہ مشہور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنے نعلین مبارک دے کر بھیجا کہ جو توحید و رسالت کی شہادت دیتا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دینا۔ سب سے پہلے حضرت عمرؓ سے ملاقات

ہوئی۔انہوں نے سختی سے ابو ہریرہؓ کو واپس کیا پھر رسول اللہ ﷺ سے گفتگو ہوئی۔ایک دینی مصلحت کی بنا پر حضرت عمر فاروقؓ نے حضور ﷺ کو اس بشارت کے دینے سے منع کرنے کی رائے دی۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے فیصلہ اور سابقہ رائے سے رجوع فرما کر حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق عمل فرمایا۔حدیث پاک طویل ہے اس کے اخیر کے چند جملے یہ ہیں۔قال رسول اللہ ﷺ یا عمر ما حملک علیٰ ما فعلت بابی هريرة ؟ فقال عمر بأبی أنت و أمی ابعثت أبا هريرة بنعليک ؟ قال نعم قال فلا تفعل فانی أخشیٰ ان يتکل الناس عليها فخلهم يعملون قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فخلهم (مسلم شریف کتاب الایمان، جلد نمبر ا، ص ۴۶)

(۲) غزوۂ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام پر فاقہ پر فاقہ ہو رہے تھے۔بھوک کی وجہ سے سب سخت بے تاب و بے چین تھے۔ہلاکت کے قریب پہنچ رہے تھے۔ایسے موقع پر صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ سواریوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت کھالیں کہ جان تو بچ جائے، کمر تو سیدھی ہو جائے۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت دیدی۔حضرت عمر فاروقؓ حاضر خدمت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے کے خلاف اپنی رائے دی، یا رسول اللہ! جب سواریاں ختم ہو جائیں گی تو واپسی کس طرح ہو سکے گی۔یا رسول اللہ! آپ تو سب کے بچے کھچے توشے منگوا کر اس میں برکت کی دعا کر دیجئے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔آپ نے اپنی سابقہ رائے کے خلاف دوسرا حکم دیا اور برکت کی دعا فرمادی۔وہ جمع شدہ تھوڑا سا توشہ پورے لشکر کے لیے کافی ہو گیا۔روایت کے مختصر الفاظ یہ ہیں فجاء عمر فقال یارسول الله ان فعلت قل الظهر ولكن ادعهم بفضل ازوادهم ثم ادع الله لهم عليها بالبركة ۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، جلد ا ص ۴۳)

(۳) اسی طرح غزوۂ بدر کے موقع پر پڑاؤ ڈالنے کے لیے آپ نے ایک بات کا حکم دیا۔منذر بن جموح نے اس کے خلاف رائے دی اور اس کی وجوہات و مصلحتیں بیان فرمائیں۔چنانچہ آپ نے فیصلہ بدل دیا اور دوسرا حکم نافذ فرمایا اور وہ خیمہ وہاں سے ہٹا کر دوسری جگہ لگایا گیا۔پورا قصہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔ان الحباب بن منذر بن الجموح قال يا رسول الله أرأيت هذا المنزل؟ قال يا رسول الله فان هذا ليس بمنزل فانهض بالناس الخ۔

(سیرت ابن ہشام جلد نمبر ۲، ص ۲۰۴)

(۴) امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں جمع قرآن کا واقعہ اور اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا مکالمہ حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے۔حضرت عمر فاروقؓ جمع قرآن کی رائے دے رہے تھے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ برابر اس کا انکار کر رہے تھے کہ وہ کام میں کیسے کروں جس کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔بالآخر مزید گفتگو کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی انشراح ہو گیا اور باوجودیکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ امیر تھے اور عمر فاروقؓ ماموروتابع تھے لیکن امیر المومنین

ہونے کے باوجود بلاتکلف اپنے ماموراور ماتحت کی رائے کوقبول کیا اور پوری کارروائی کی۔اپنے مامور وماتحت کی بات قبول کرنے میں ذرابھی عارمحسوس نہ کی۔بخاری شریف کی روایت میں ہے قال ابو بکر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک ورأیت فی ذلک الذی رأی عمر (رواہ البخاری،مشکوۃ شریف ص۱۹۳)

مسئلہ امیر یامامور کانہیں بلکہ مسئلہ اصل واقعیت اور وضوح حق اوراس کے بعد اتباع کا ہے۔وضوح حق اور انشراح کے بعد امراءصحابہ نے بھی اپنی رائے سے رجوع فرمانے اوراس کے مطابق کارروائی کرنے میں ذرابھی تامل نہیں فرمایا۔

(۵) بیع صرف یعنی سونے چاندی کی بیع کے مسائل بڑے دقیق اور نازک ہوتے ہیں۔اس کے مختلف انواع واقسام ہیں اوران کی صحت کے واسطے مختلف شرطیں ہیں۔(جن کوفقہاء ومحدثین نے بیان کیا ہے) شرطوں کے نہ پائے جانے کی صورت میں وہ بیع ناجائز ہوگی اور ربٰو یعنی سود کی ایک قسم ہوگی۔

بیع صرف کی بعض انواع کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔ابونضرۃ نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے اس بیع کی ایک خاص صورت کے متعلق سوال کیا۔انہوں نے جواب دیا لا باء س، یعنی کوئی حرج نہیں،درست ہے۔ ابونضرۃؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کے اس فتویٰ کی اطلاع حضرت ابوسعید خدریؓ کو دی۔ان کو بہت تعجب ہوا۔ابوسعید خدریؓ نے ان سے فرمایاانا سنکتب الیہ فلا یفتیکموہ (مسلم شریف،باب بیع الطعام،فتح الملہم،جلد۷،ص۵۷۲)

ہم ان کو خط لکھیں گے،آئندہ وہ ایسا فتویٰ نہ دیں گے۔چنانچہ اس کے بعد حضرت ابوسعید خدریؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ملاقات کی اورفرمایایا ابن عباس! الا تتقی اللہ؟ الی متی تو کل الناس الربا؟ (حاکم فی المستدرک،جلد۲،ص۴۳)ارے ابن عباس!تم کواللہ کاڈراورخوف نہیں۔تم لوگوں کوسود کب سے کھلانے لگے؟اس کے بعدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی جس سے اس کا ناجائز ہونا معلوم ہوتا ہے۔حضرت عبداللہ ابن عباس کوتنبہ ہوا،اپنے فتوے سے رجوع کیااوراللہ سے توبہ واستغفار کی اورمرتے دم تک اس سلسلے میں توبہ واستغفار کرتے رہے۔فقال ابن عباس اتوب الی اللہ عزو جل مما کنت افتی بہ ثم رجع (طبرانی فی مسند اسامۃ جلدنمبر۱ص نمبر۱۴۲) عبدالرحمٰن ازدیؒ کہتے ہیں ان کی وفات کے وقت میں نے ان کی عیادت کی اس وقت میں نے ان کو یہ جملے کہتے ہوئے سنا۔اللھم انی اتوب الیک من قولی فی الصرف ۔اے اللہ بیع صرف کے مسئلہ میں مجھ سے چوک ہوگئی تھی میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔

(اخبار القضاۃ لوکیع،فتح الملہم،جلدنمبر۷،ص۵۷۲)

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کرام کانمونہ جس پرہمارے اس دعوت وتبلیغ کے کام کی بنیاد ہےاور جس نہج پرحضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ اس کام کو چلانا چاہتے تھےاور کارکنان تبلیغ اوراس کے ذمہ داروں کامزاج بنانا چاہتے تھے۔بلاشبہ

حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس واقعہ میں اہل علم اور کام کرنے والوں کے لیے بڑی عبرت وموعظت ہے، مختلف پہلوؤں سے، ایک تو اس پہلو سے کہ اگر کسی شخصیت نے دین وشریعت کے تعلق سے کوئی ایسی بات کہہ دی جو شرعی دلائل سے غلط ہو تو دوسرے اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے قائل کو متنبہ کریں، توجہ دلائیں، مناسب کلمات کہیں جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا تھا کہ میں ان کو خط لکھوں گا، وہ آئندہ ایسا فتویٰ نہ دیں گے۔ ان کو اطمینان تھا کہ میرے لکھنے اور توجہ دلانے کے بعد وہ ضرور مانیں گے، ہٹ دھرمی نہ کریں گے۔ اس لیے یہ بات فرمائی۔ بعد میں ملاقات ہونے پر سخت انداز میں فرمایا لوگوں کو سود کب سے کھلانے لگے؟ اللہ کا ڈر خوف نہیں؟ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو واقعی تنبہ اور اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ نہ توجیہ، نہ تاویل فوراً بات مان لی، توبہ واستغفار کیا، اپنے فتوے سے رجوع کیا۔ اس کے بعد آئندہ کبھی زبان پر وہ بات نہ لائے اور مرتے دم تک توبہ و استغفار کرتے رہے۔ اگر واقعی ہم صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں اور اس کام کو بھی صحابہؓ کے نہج پر رکھنا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب فرمایا کرتے تھے تو ہم کو بھی صحابہ جیسا ایمان اور صحابہ جیسا تقویٰ وتدین واحتیاط اور تواضع اختیار کرنا چاہئے جس کا نمونہ اوپر گذرا۔

(۶) بعد کے ادوار یعنی تابعین وتبع تابعین اور ائمہ مجتہدین میں بھی کثرت سے آپ یہ بات پائیں گے کہ وضوح حق اور تحقیق کے بعد انہوں نے اپنی سابقہ رائے سے رجوع فرمانے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ نے بہت سے مسائل میں اپنی سابقہ تحقیق سے رجوع فرمایا ہے۔ کما لا یخفی علی الفقیہ۔

(۷) اس نوع کی تذکیر و یاددہانی یعنی دوسروں کی علمی اغلاط کی تصحیح کی کوشش اور اطلاع کا ہمیشہ سے اسلاف واکابر کا معمول رہا ہے اور اہل حق نے ہمیشہ اس نوع کی تذکیر وتنبیہ کی قدردانی اور اس کا خیر مقدم کیا ہے اور مذکر کو محسن اور اس تذکیر کو حق اخوت ومحبت اور اللہ کی بڑی نعمت سمجھا ہے، یہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جن کو ابوسعید خدریؓ نے ایک مسئلہ میں توجہ دلائی تھی جس سے حضرت عبداللہ بن عباس نے رجوع بھی فرمالیا تھا وہ حضرت سعید بن جبیرؓ سے فرماتے ہیں أولیس من نعمة اللہ أن تحدث وأنا شاھدٌ فان أصبت فذاك وان اخطاءتَ علّمتک ۔

(طبقات ابن سعد جلد نمبر ۶ ص ۱۷۹، انعام الباری، شرح بخاری، جلد نمبر ۷، ص ۶۴۸)

کیا یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت نہیں ہے کہ تم کوئی حدیث (دینی مضمون) میری موجودگی میں بیان کرو اگر ٹھیک ٹھیک بیان کرو تو میں تمہاری تائید کروں اور اگر تم غلطی کرو تو میں تمہاری اصلاح کروں۔

حضرت عبداللہ بن عباس خطاؤں پر روک ٹوک اور تعلیم وتذکیر کو اللہ کی نعمت قرار دے رہے ہیں۔ اس لیے جو علماء کرام آپ کے بیانات اور آپ کی بہت سی باتوں کے متعلق آپ کو توجہ دلا رہے ہیں اور آپ کی علمی لغزشوں وخطاؤں پر آپ کو متنبہ کر رہے ہیں

خدانخواستہ اس کا مقصد آپ کی تنقیص وتنقید اور توہین نہیں ہے بلکہ یہ تو خالص ہمدردی ہے۔ایسا کرنے والے آپ کے محسن ہیں اور یہ تذکیر وتنبیہ اللہ کا بڑا انعام ہے۔آپ کو اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے۔شرعی نقطہ نظر سے دوسروں کو توجہ دلانا اور آپ کا اس پر غور کرنا اور غلطی واضح ہوجانے کے بعد رجوع کرنا ضروری اور فرض ہے۔اپنے اسلاف واکابر نے بھی اس نوع کی تذکیر وتنبیہ کی ہمیشہ قدر دانی کی ہے اور مذکّر ومتنبِّہ کا شکریہ ادا کیا ہے۔اپنے اکابر کے چند نمونے اختصار سے ملاحظہ ہوں۔

(۸) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے تو اپنے یہاں ''ترجیح الراجح'' کا ایک سلسلہ ہی قائم کر رکھا تھا ان کے فتاویٰ اور بیانات سے متعلق کوئی شخص بھی ان کو ان کی کسی غلطی پر متنبہ کرتا تو اس کا شکریہ ادا فرماتے اور اس پر غور فرماتے، تحقیق فرماتے اور غلطی واضح ہوجانے کے بعد صرف یہ نہیں کہ آئندہ بیان کرنے سے محتاط رہتے بلکہ اپنی غلطی اور اس سے رجوع کو واضح فرماتے، اس کی تشہیر واعلان کرتے، اسی سلسلہ کا نام انہوں نے رکھ رکھا تھا ''ترجیح الراجح''۔اختصار کے ساتھ حضرت تھانویؒ کے اس نوع کے چند جملے ملاحظہ ہوں۔ایک صاحب کے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :

(۱) میں اعلان کرتا ہوں کہ دوسرے حضرات کی تحقیق پر عمل کیا جائے اور میری تحریر کو مرجوع بلکہ مجروح وممنوع بلکہ مرجوع عنہ سمجھا جائے۔میں اپنے رسالہ ''نیل الشفا بنعل المصطفی'' سے رجوع کرتا ہوں اور کوئی درجہ تسبب للضرر کا اگر واقع ہوگیا ہو تو اس سے استغفار کرتا ہوں۔اگر ممکن ہو اس مضمون کو جلد ہی شائع فرمادیں۔(امداد الفتاویٰ، جلد ۴، ص ۳۷۶، ۳۸۷)

(۲) ایک صاحب کی توجہ و یاددہانی کے سلسلے میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :

''میں نے اس سے رجوع کرکے اپنی اغلاط کی فہرست میں لکھ دیا ہے جو وقتاً فوقتاً بصورت ایک رسالہ مسمی بہ ''ترجیح الراجح'' کے حصص کے بطور شائع ہوتا رہتا ہے۔'' جزاکم اللہ تعالیٰ علیٰ اصلاحکم (امداد الفتاویٰ، جلد ۴، ص ۵۳۱)

(۳) ایک مسئلہ سے متعلق ایک صاحب علم کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :

''بہشتی زیور کے مسئلہ سے رجوع کرتا ہوں۔'' جزاکم اللہ علی ھذا التنبیہ (امداد الفتاویٰ، جلد ۱، ص ۲۷)

(۴) ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :

''بہرحال اس سے رجوع کرتا ہوں اور ان شاء اللہ تعالیٰ مستفتی کو بھی اطلاع کردی جائے گی اور ''ترجیح الراجح'' کے سلسلہ میں شائع بھی کردیا جائے گا۔'' (امداد الفتاویٰ، جلد ۳، ص ۵۲۲)

(۵) ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

......''مگر درِمختار میں اس کے خلاف جزئیہ نکلا لہٰذا میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔'' (امداد الفتاویٰ، جلد ۲، ص ۱۲۰)

(۶) ایک مسئلہ کے متعلق عام مجمع میں عمومی بیان میں ارشاد فرماتے ہیں :

’’ایک مسئلہ اور ہے اس میں مجھ سے غلطی ہو چکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ سامع کو روپیہ لینا جائز ہے‘‘ پھر اس سے رجوع ہونا تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (وعظ التہذیب، ملحقہ حقوق وفرائض، جلد ۴، ص ۲۱۵)

(۷) بعض لوگوں کو اسی نوع کی تذکیر وتنبیہ کے جواب میں تحریر فرمایا :

’’جزاکم اللہ دللتمونی علی الصواب (اللہ آپ کو جزائے خیر دے، حق بات کی طرف آپ نے رہنمائی کی) بعض کو تحریر فرمایا :

’’میرا اسلام اور تصحیح قصہ کا شکریہ عرض کیجئے۔‘‘ (امداد الفتاویٰ، جلد ۴ ص ۵۲۹، ۵۳۱)

(۸) حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے بعد ان کے خلفاء میں بھی یہ بات ملتی ہے۔ چنانچہ صاحب معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی بعض اہل علم کے توجہ دلانے پر اپنی بعض تحریرات وتحقیقات اور اپنے بعض فتاویٰ سے رجوع فرمایا ہے اور اس کی تشہیر واعلان بھی کر دیا۔ حضرت مفتی صاحب نے اس مجموعے کا نام رکھا ہے ’’اختیار الصواب فی مختلف الابواب‘‘ جو جواہر الفقہ اور امداد المفتیین کا جز بن کر شائع ہو چکا ہے۔

(ملاحظہ ہو فتاویٰ دار العلوم، امداد المفتیین، جلد ۲، ص ۸۷۹ تا ۸۸۲)

(۹) ندوۃ کی مایہ ناز شخصیت حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کا بھی یہی حال تھا۔ ابتداء میں بعض مسائل میں انہوں نے اپنی تحقیق و دلائل کی بنیاد پر جمہور کی رائے سے علیحدہ اور بعض مسائل میں حنفی مسلک کے خلاف رائے قائم کی تھی۔ بعض مسائل میں کبار اہل علم حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے توجہ دلانے پر ان کو تنبہ ہوا اور متعدد مسائل (مثلاً معراج اور فناء نار کا مسئلہ نیز تصویر اور زیور کی زکوٰۃ کے مسائل) میں حضرت سید صاحب نے رجوع کا اعلان فرمایا اور اس کا عنوان مقرر فرمایا ’’رجوع واعتراف‘‘ پھر اس کو عمومی پیمانہ پر شائع بھی کیا۔

حضرت سید صاحبؒ کی مختصر عبارت درج ذیل ہے۔

......’’اگر مسلمانوں میں کوئی ایسا ہو جس نے میری وجہ سے ان مسئلوں میں میری رائے اختیار کی ہو تو اس کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اس میرے رجوع اور تصحیح کے بعد اپنی غلطی سے رجوع کرلے اور صحیح امر اختیار کرے، علماء سلف میں اپنی رائے سے رجوع اور ترجیح اور قول ثانی کا عام رواج رہا ہے۔ یہ انہیں کا اتباع حق ہے۔ یہ باتیں کسی معترض کے خوف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے لکھ رہا ہوں۔‘‘ (معارف ماہ جنوری ۱۹۴۳ء وتذکرہ سلیمان ص ۱۶۰ تا ۱۶۲)

(۱۰) اپنے اکابر میں حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی شخصیت معروف ومشہور ہے۔ احقر نے ان سے افتاء کی کتابیں ’’الاشباہ والنظائر‘‘ وغیرہ پڑھی ہیں اور مشق افتاء بھی کی ہے، مرکز نظام الدین سے ان کا خاص ربط تھا۔ حضرت مفتی

صاحب نے شادی کے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے ہونے والی دعوت کا مسنون ہونا ایک فتوے میں تحریر فرمایا تھا اور اس سلسلے میں مصنف عبدالرزاق کی ایک حدیث بھی لکھی تھی جس سے اس دعوت کا مسنون ہونا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے یہ فتویٰ لکھا اور خوب شائع بھی ہوا۔ لیکن شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب دامت برکاتہم نے حضرت مفتی صاحب کو متوجہ فرمایا کہ مصنف عبدالرزاق کی وہ حدیث سقیم ناقابل احتجاج ہے اس کو بنیاد بنا کر اس دعوت کو مسنون نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے اس کو تسلیم کیا اور اپنے سابقہ فتوے سے رجوع کیا اور ایک دوسرا فتویٰ لکھا جس میں مولانا محمد یونس صاحب کی توجہ دہانی پر شکریہ ادا کیا اور واضح طور پر اس سے رجوع فرما کر گورینی سے شائع ہونے والے رسالہ ''ریاض الجنۃ'' میں اس کو شائع بھی فرمایا۔

(۱۱) اپنے تبلیغی اکابر میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ بھی ہیں ان کا قصہ بھی معروف ومشہور ہے کہ دونوں ہی حضرات جماعت اسلامی سے متعلق ومنسلک تھے، پورے طور پر اس کے مؤید وحامی تھے لیکن بعد میں جب حقائق کا انکشاف ہوا اور بہت سی باتیں ان حضرات کو راہ صواب اور جمہور کی فکر سے ہٹی ہوئی معلوم ہوئیں تو ہمارے ان دونوں بزرگوں نے ہاتھ جھاڑ لیا اور پورے طور پر جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کر لی اور سابقہ مصاحبت ومعاونت سے رجوع فرما لیا اور مخفی طور پر صرف رجوع پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس سے تبری اور علیحدگی کی تشہیر بھی کر دی اور دونوں حضرات نے ایک ایک رسالہ بھی لکھا جس میں اس جماعت سے بیزاری اور تبری اور علیحدگی کے وجوہ واسباب تحریر فرمائے اور عمومی پیمانے پر اس کو شایع فرمایا۔

(۱۲) میرے اور آپ کے مخدوم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے ایک مرتبہ طلباء کے سامنے خطاب عام میں اس طرح کے جملے ارشاد فرمائے۔ ''زمانہ بڑا ظالم ہے، کسی کو بخشتا نہیں۔'' او کما قال ، بعد میں ایک صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت آپ نے زمانہ کو ظالم کہا ہے۔ حدیث پاک میں زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ لا تسبوا الدھر، یسبنی ابن آدم، یسب الدھر وانا الدھر۔ حضرت مولانا کو فوراً تنبہ ہوا اور اپنی بات سے رجوع کیا اور فرمایا آئندہ احتیاط رکھوں گا۔ اس کے بعد سے آج تک کبھی حضرت کی زبان سے یہ جملے نہیں سنے گئے۔

ماشاء اللہ آپ بزرگوں کی اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی عزت ونسبت عطا فرمائی ہے۔ دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری آپ اوڑھے ہوئے ہیں۔ یقیناً آپ کی بھی خواہش اور پوری کوشش یہی رہتی ہوگی کہ صحابہ واسلاف اور اپنے اکابر کے نقش قدم پر رہیں ،انہیں کے ذوق ومزاج (جو عین سنت کے مطابق ہے اس) کے مطابق اس راہ کی منزلیں طے کریں اور انہیں کے رنگ میں رنگے رہیں۔

بس اس وقت حضرات اہل علم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ اپنے خصوصی اور عمومی بیانات میں جتنی باتیں غلط بیان کر چکے ہیں جو راہ حق اور جمہور کے مسلک سے ہٹی ہوئی ہیں یا فقہاء اور محدثین کی تصریحات کے خلاف ہیں آئندہ ان باتوں کے بیان سے کلی طور پر احتیاط رکھیں اور اب تک جو بیان ہو چکی ہیں تلافی وتدارک کے لیے اسی طرح کے خصوصی وعمومی بیانات میں ان غلط

باتوں سے رجوع کر کے صحیح بات بھی بیان فرما دیں۔ مولانا نورالحسن راشد صاحب نے تو اس قسم کی باتوں کی ایک فہرست پیش کرنے کا اظہار کیا ہے اور آنجناب کے لیے رجوع کو ضروری قرار دیا ہے۔ یہی دوسرے اہل علم وارباب مدارس کی بھی گذارش ہے۔ اس سلسلہ میں احقر نے بھی کچھ باتیں جمع کی ہیں وہ بھی عرض کروں گا۔ صحابہ کے بعد اسلاف واکابر کے مندرجہ بالا نمونے عمل کے لیے بہت کافی ہیں۔ اخیر میں بانی تبلیغ جماعت آپ کے بزرگ پردادا حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا ایک ملفوظ عرض کرتا ہوں جو ہم سب کی نصیحت کے لیے بہت کافی ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے بعض خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت فاروقِ اعظمؓ، حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت معاذؓ سے فرماتے تھے کہ میں تمہاری نگرانی سے مستغنی نہیں ہوں، میں بھی آپ لوگوں سے یہی کہتا ہوں کہ میرے احوال پر نظر رکھئے اور جو بات ٹوکنے کی ہے اس پر ٹوکئے۔'' (ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحب، ص ۱۴۴، ملفوظ نمبر ۱۶۶)

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی مذکورہ بالا نصیحت و ہدایت کے پیش نظر نیز الدین النصیحۃ کے تحت آپ کے بیانات جو احقر نے خود سنے اور پڑھے ان میں جو باتیں قابل غور و قابل اصلاح سمجھ میں آئیں بغیر کسی ترمیم کے نقل کرنے کے بعد ان پر جو اشکال ہوتا ہے وہ سب لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور توجہ فرمائیں گے۔ آپ کے بعض بیانات کلمہ کی دعوت کے نام سے شائع ہوئے ہیں، بعض کہنے والوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ وہ میرے بیانات نہیں ہیں۔ لوگوں نے میری طرف غلط باتیں منسوب کر دیں تو میں کیا کروں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کی بھی وضاحت عمومی پیمانے پر ہونا ضروری ہے تاکہ لوگوں کو غلط فہمی نہ ہو۔ اب اللہ کو حاضر وناظر سمجھ کر دینی فریضہ سمجھ کر وہ باتیں تبصرہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

آپ کے بیانات کے اقتباسات جہاں سے اخذ کیے ہیں ہر جگہ کتاب کا حوالہ دیا ہے اور جہاں کتاب کا حوالہ نہیں ہے وہ احقر نے خود سنے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ لوگوں نے بتلائے ہوں کہ مولانا نے اس طرح کہا ہے، بلکہ جتنی باتیں ہیں وہ سب احقر نے خود سنی ہیں تب ہی اس پر یقین کے ساتھ نقل کرنے اور اس پر تبصرہ کرنے کو ضروری سمجھ رہا ہوں تاکہ اللہ کے یہاں مواخذہ سے بچ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

والسلام

آپ کا مخلص بھائی محمد زید مظاہری ندوی

استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۵/ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ

نوٹ : یہ تحریر امانت ہے، عام اشاعت کے لئے نہیں ہے، اس لئے کوئی صاحب اس کی اشاعت کی کوشش نہ فرمائیں۔